**اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّاِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ** (الزمر: ۳۰)

”(اے نبی ﷺ) آپ کو بھی موت آئے گی اور یہ سب بھی مرنے والے ہیں“

# وفاتِ خاتم الرسل ﷺ


ایکس کیپٹن ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی رحمۃ اللہ علیہ

ایم بی بی ایس (لکھنؤ)

فاضل علوم دینیہ (وفاق المدارس ملتان)



رابطہ کیلیے پتہ:

محمد حنیف، پوسٹ بکس نمبر ۷۰۲۸، مسجد توحید، توحید روڈ، کیماڑی، کراچی

فون: 2850510 - 2854484

www.emanekhalis.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

**امّا بعد:** **امت محمدیہ** کا نصیب کہ وفات النبی ﷺ کا وہ مسئلہ جو قرآن، حدیث اور اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم کا متفقہ مسئلہ تھا آج اختلافی مسئلہ بنا ہوا ہے اور امت کی اکثریت کا عقیدہ یہ بن گیا ہے کہ نبی ﷺ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں اپنی قبر کے اندر زندہ ہیں وہاں اگر کوئی درود وسلام پڑھے تو سنتے اور جواب دیتے ہیں اور فرشتے درود وسلام لیجا کر آپ ﷺ کے حضور پیش کرتے ہیں (علماء دیوبند، بریلی اور اہلحدیث) اور بعض کا عقیدہ تو یہ ہے کہ ازواج مطہرات کے ساتھ شب باشی بھی کرتے ہیں (احمد رضا خان صاحب)۔ اس عقیدے کی مزید ترقی یہ ہے کہ ہر انسان مرنے کے بعد اپنی دنیاوی قبر میں زندہ ہو جاتا ہے (علماء اہلحدیث اور حنبلی)، اپنی زیارت کو آنے والے کو دیکھتا اور پہچانتا ہے، سلام سنتا اور جواب دیتا ہے، اُس کے لیے دعا کرتا ہے، اپنے پیچھے رہ جانے والے عزیز داروں کے اعمال سے باخبر رکھا جاتا ہے، ان کے اچھے اعمال سے خوش ہوتا ہے، اور ان کی برائیوں پر اللہ تعالیٰ سے ان کے لیے استغفار کرتا ہے (امام ابن تیمیہ وابن قیم)۔ ان عقیدوں کو اس کتابچہ کے آخر میں اقتباساً پیش کر دیا گیا ہے۔ یہ بات بڑی سنگین بات ہے کیونکہ اسی پر اس قبر پرستی کی بنیاد قائم ہے جس سے نبی ﷺ نے ہمیشہ منع فرمایا، اور بستر مرگ پر بھی اس کی ہولناکی سے ڈرایا تھا۔ اس لیے اہل حق کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس مسئلہ کو پوری طرح دنیا والوں پر واضح کر دیں تاکہ جو زندہ رہے وہ حقیقت کو جان کر زندہ رہے اور جو مرے وہ انجان رہ کر نہ مرے۔ اللہ کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کی سنت ہی وہ کسوٹی ہے جو کھرا اور کھوٹا چھانٹ کر الگ کر سکتی ہے۔ اس لیے سب سے پہلے قرآن کریم کی بات لائی جاتی ہے۔

## قرآن:

اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ (الزمر: ۳۰)

"(اے نبی ﷺ) آپ کو بھی موت آئے گی اور یہ سب بھی مرنے والے ہیں"

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ؕ اَفَاْئِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ ○ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ (الانبیاء: ۳۴، ۳۵)

"ہمیشگی تو ہم نے تم سے پہلے بھی کسی انسان کے لیے نہیں رکھی ہے۔ اگر تم مر گئے تو کیا یہ لوگ ہمیشہ جیتے رہیں گے؟ ہر جان دار کو موت کا مزہ چکھنا ہے"

اور

كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ (القصص : ۸۸)

''ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے سوائے اللہ کی ذات کے''

وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ○ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَاءٍ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ○ (النحل :۲۰،۲۱)

''اور اللہ کے علاوہ، وہ دوسری ،ہستیاں جن کو لوگ (حاجت روائی) کے لیے پکارتے ہیں۔ وہ کسی چیز کی بھی خالق نہیں ہیں بلکہ خود مخلوق ہیں۔ موت کے بعد وہ بالکل مردہ ہیں ان میں جان کی رمق تک باقی نہیں ہے انھیں اپنے متعلق بھی یہ تک معلوم نہیں کہ انہیں کب (دوبارہ زندہ کرکے) اٹھایا جائے گا''

اس ارشاد میں کسی کا کوئی استثنیٰ نہیں، نہ انبیاء کا اور نہ اولیاء کا۔ اور جب وفات کے بعد کسی میں بھی جان کی ایک رمق تک باقی نہیں رہتی پھر حیات، سماع اور عرضِ اعمال کا اثبات کیسا، کتنے انبیاء علیہم السلام ایسے ہیں جن کو حاجت روائی، اور مشکل کشائی کے لیے پکارا گیا ہے۔ اگر انبیاء علیہم السلام کی کوئی خصوصیت ہوتی تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کو بیان کر دیتا اور اس طرح عام اعلان نہ کرتا کہ کسی مرنے والے میں بھی جان کی رمق تک باقی نہیں رہتی۔

ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ○ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ○ (المومنون : ۱۵، ۱۶)

''پھر اس (زندگی) کے بعد تمہیں موت آکے رہے گی اور اس کے بعد قیامت کے دن تم پھر اٹھائے جاؤ گے''

معلوم ہوا کہ ہر مرنے والے کو قیامت کے دن اٹھایا جائے گا، پھر قیامت سے پہلے مرنے والا اس قبر کے اندر کیسے زندہ ہوسکتا ہے؟ اور

وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ (المومنون :۱۰۰)

''اب ان سب (مرنے والوں) کے پیچھے ایک برزخ حائل ہے دوسری زندگی کے دن تک''

**حدیث بخاری:** امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ قبر میں حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے رد کے لیے حسب ذیل حدیث لاکر ثابت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں زندہ نہیں بلکہ جنت کے اعلیٰ ترین مقام پر زندہ ہیں۔ اس طویل حدیث کا آخری حصہ یہ ہے:

قُلْتُ طَوَّفْتُمَانِي اللَّيْلَةَ فَاَخْبِرَانِي عَمَّا رَأَيْتُ قَالَا نَعَمْ اَمَّا الَّذِي رَاَيْتَهُ يُشَقُّ شِدْقُهُ فَكَذَّابٌ يُّحَدِّثُ بِالْكَذِبَةِ فَتُحْمَلُ عَنْهُ حَتّٰى تَبْلُغَ الْاٰفَاقَ فَيُصْنَعُ بِهٖ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَالَّذِىْ رَأَيْتَهُ يُشْدَخُ رَأْسُهُ فَرَجُلٌ عَلَّمَهُ اللّٰهُ الْقُرْآنَ فَنَامَ عَنْهُ بِاللَّيْلِ وَلَمْ يَعْمَلْ فِيْهِ بِالنَّهَارِ يُفْعَلُ بِهٖ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَالَّذِىْ رَأَيْتَهُ فِي النَّقَبِ فَهُمُ الزُّنَاةُ

وَالَّـذِیْ رَأَیْتَـهٗ فِـیْ الْـنَّهَرِ اٰكِلُوْا الرِّبٰوَا وَالشَّیْخُ الَّذِیْ فِیْ اَصْلِ الشَّجَرَةِ اِبْرٰهِیْمُ وَالـصِّبْیَـانُ حَـوْلَـهٗ فَـاَوْلَادُ الـنَّاسِ وَالَّذِی یُوْقِدُ النَّارَ مَالِكٌ خَازِنُ النَّارِ وَالدَّارُ الْاَوْلٰـی الَّتِـیْ دَخَـلْـتَ دَارُعَـآمَّةِ الْـمُـوْمِنِیْنَ وَاَمَّا هٰذِهِ الدَّارُ فَدَارُ الشُّهَدَاءِ وَاَنَا جِبْرَئِیْلُ وَّ هٰذَا مِیْكَا ئِیْلُ فَارْفَعْ رَاْسَكَ فَرَفَعْتُ رَاْسِیْ فَاِذَا فَوْقِیْ مِثْلُ السَّحَابِ قَـالَا ذَالِكَ مَـنْـزِلُكَ قُـلْـتُ دَعَـانِـیْ أَدْخُلْ مَنْزِلِیْ قَالَا اِنَّهٗ بَقِیَ لَكَ عُمُرٌ لَّمْ تَسْتَكْمِلْهُ فَلَوِ اسْتَكْمِلْتَ اَتَیْتَ مَنْزِلَكَ (بخاری: کتاب الجنائز، جلد۱، صفحہ۱۸۵، مطبوعہ دہلی)

(نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ) میں نے کہا کہ تم دونوں مجھے رات بھر گھماتے پھراتے رہے، اب بتاؤ کہ میں نے جو کچھ دیکھا وہ سب ہے کیا؟ دونوں نے کہا بہتر۔ وہ شخص جس کو آپ نے دیکھا کہ اس کے گال پھاڑے جا رہے ہیں وہ کذاب تھا؛ جھوٹی بات بیان کرتا تھا اور اس بات کو لوگ لے اڑتے تھے یہاں تک کہ ہر طرف اس کا چرچا ہوتا تھا۔ تو اس کے ساتھ جو آپ نے ہوتے دیکھا ہے وہ قیامت تک ہوتا رہے گا۔ اور جس کو آپ نے دیکھا کہ اس کا سر کچلا جا رہا تھا، یہ وہ شخص تھا جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کا علم دیا تھا لیکن وہ راتوں کو قرآن سے غافل سوتا رہا اور دن کو اس کے مطابق عمل نہ کیا۔ یہ عمل قیامت تک اس کے ساتھ ہوتا رہے گا۔ اور جن کو آپ نے سوراخ میں دیکھا تھا وہ زنا کار تھے۔ اور جس کو آپ نے دریا میں دیکھا وہ سود خور تھا اور وہ شیخ جو درخت کی جڑ کے پاس تھے وہ ابراہیم علیہ السلام تھے اور بچے جو ان کے ارد گرد تھے وہ انسانوں کی اولاد تھے۔ اور جو آگ بھڑکا رہے تھے، وہ مالک داروغہ جہنم تھے۔ اور وہ پہلا گھر جس میں آپ ﷺ داخل ہوئے تھے، وہ عام مومنین کا گھر تھا اور یہ گھر شہداء کے گھر ہیں۔ اور میں جبرئیل ہوں اور یہ میرے ساتھی میکائیل ہیں؛ ذرا اپنا سر اوپر تو اٹھایئے۔ میں نے اپنا سر اٹھایا تو میں نے اپنے سر کے اوپر ایک بادل سا دیکھا۔ ان دونوں نے کہا کہ یہ آپ کا مقام ہے۔ میں (نبی ﷺ) نے کہا کہ مجھے چھوڑ دو کہ میں اپنے گھر میں داخل ہو جاؤں۔ ان دونوں نے کہا کہ ابھی آپ کی عمر کا کچھ حصہ باقی ہے، جس کو آپ نے پورا نہیں کیا ہے، اگر آپ اس کو پورا کرلیں تو اپنے اس گھر میں آجائیں گے۔''

اس طرح امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ثابت کر دکھایا کہ نبی ﷺ وفات کے بعد مدینہ منورہ کی قبر میں زندہ نہیں بلکہ شہداء کی جنت الفردوس سے بھی اچھی جگہ (الوسیلہ) کے اس مقام پر زندہ ہیں جو جنت الفردوس سے اوپر اور عرش الٰہی سے نیچے سب سے بلند و بالا مقام ہے۔ اور اسی بات کی مزید تاکید کے لیے کہ نبی ﷺ کو جنت میں زندہ ہونے کے بجائے جو لوگ مدینہ کی قبر میں زندہ مانتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔ بخاری رحمۃ اللہ علیہ ایک اور حدیث متعدد مقامات پر اپنی کتاب صحیح بخاری میں لائے ہیں:

بَـابُ دُعَاءِ النَّبِیِّ ﷺ اَلـلّٰهُمَّ الرَّفِیْقَ الْاَعْلٰی: حَـدَّثَـنَا سَعِیْدُ بْنُ عُفَیْرٍ قَالَ حَـدَّثَنِیْ للَّیْثُ قَالَ حَدَّثَنِیْ عُقَیْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ سَعِیْدُ بْنُ الْمُسَیَّبِ

وَعُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ فِیْ رِجَالٍ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنَّ عَآئِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ وَ هُوَ صَحِيْحٌ اِنَّهٗ لَمْ يُقْبَضْ نَبِیٌّ قَطُّ حَتّٰى يُرٰى مَقْعَدَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ ثُمَّ يُخَيَّرُ فَلَمَّا نُزِلَ بِهٖ وَرَاْسُهٗ عَلٰى فَخِذِیْ غُشِیَ عَلَيْهِ سَاعَةً ثُمَّ اَفَاقَ فَاَشْخَصَ بَصَرَهٗ اِلَى السَّقْفِ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ الرَّفِيْقَ الْاَعْلٰى قُلْتُ اِذًا لَّا يَخْتَارُنَا وَ عَلِمْتُ اَنَّهُ الْحَدِيْثُ الَّذِیْ كَانَ يُحَدِّثُنَا وَ هُوَ صَحِيْحٌ قَالَتْ فَكَانَتْ تِلْكَ اٰخِرُ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا اَللّٰهُمَّ الرَّفِيْقَ الْاَعْلٰى (بخاری: کتاب الدعوات، جلد۲، صفحہ۹۳۹)

**باب نبی ﷺ کی دعا:** سعید بن مسیّب رحمۃ اللہ علیہ اور عروۃ بن الزبیر رحمۃ اللہ علیہ اور بہت سے اہل علم بیان کرتے ہیں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ تندرستی کے زمانہ میں فرمایا کرتے تھے کہ کسی نبی کو کبھی بھی وفات نہیں دی جاتی جب تک اسے جنت میں اس کا مقام دکھا نہیں دیا جاتا۔ مقام دکھا دیے جانے کے بعد اس کو انتخاب کا موقع دیا جاتا ہے (کہ چاہے دنیا میں رہے اور چاہے تو اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو ترجیح دے) پس جب آپ ﷺ کا آخری وقت آیا اور اس حال میں کہ آپ ﷺ کا سر میرے زانو پر تھا، آپ ﷺ کو تھوڑی دیر کے لیے غش آ گیا۔ پھر آپ ﷺ ہوش میں آئے اور نگاہیں اوپر چھت کی طرف گاڑ دیں اور کہا: اَللّٰهُمَّ الرَّفِيْقَ الْاَعْلٰى (اے مالک! رفیق اعلیٰ) پس میں نے کہا، یہ کہنے کے بعد اب آپ ﷺ ہم دنیا والوں (کی رفاقت) کو اختیار نہ کریں گے۔ میں نے جان لیا کہ جو بات آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے اس کے صحیح ثابت ہونے کا وقت آ گیا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا آخری کلمہ جس کے بعد آپ ﷺ نے کوئی بات نہ کی یہی کلمہ اَللّٰهُمَّ الرَّفِيْقَ الْاَعْلٰى تھا۔

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح واضح کر دیا کر دیا کہ جو لوگ نبی ﷺ کو اپنی مدینہ والی قبر میں زندہ مانتے ہیں، وہ گویا یہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی رفاقت کے بجائے دنیا والوں کی رفاقت کو ترجیح دی تاکہ دنیا والوں کا قبر کے پاس پڑھا ہوا درود وسلام سنیں اور اس کا جواب دیں! یہ عقیدہ صرف یہی نہیں کہ باطل ہے، بلکہ ان لوگوں نے اپنی غلط بات ثابت کرنے کے لیے نبی ﷺ کو زندہ درگور تک کر دکھایا ہے۔

**اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم:** قرآن وحدیث کے ان دلائل پر صحابہ رضی اللہ عنہم کا وفات نبوی ﷺ پر اجماع ہو چکا ہے لیکن اب کہا جاتا ہے کہ حیات اور سماع کے بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بھی اختلاف تھا اور ابن عمر، عائشہ رضی اللہ عنہم سے اختلاف رکھتے تھے! آخر ابن عمر رضی اللہ عنہما کو مرنے والوں کی حیات اور سماع کے بارے میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے اختلاف ہو کیسے سکتا تھا جبکہ ان کے سامنے وفات نبی ﷺ کے موقع پر ان کے والد عمر بن خطاب اور عائشہ کے والد (ابوبکر) رضی اللہ عنہم کے درمیان حیات نبی ﷺ کے بارے میں اختلاف کے بعد سارے صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع ہو گیا تھا اور سب نے مان لیا تھا کہ نبی ﷺ کی وفات ہو گئی ہے، اب وہ اس دنیا میں قیامت سے پہلے زندہ نہ ہوں گے:

حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ ثَنِی سُلَیْمٰنُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ هِشَامِ بْنُ عُرْوَةَ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجُ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَاتَ وَاَبُوْبَكْرٍ بِالسُّنْحِ قَالَ اِسْمٰعِيْلُ يَعْنِیْ بِالْعَالِيَةِ فَقَامَ عُمَرُ يَقُوْلُ وَاللّٰهِ مَا مَاتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ وَ قَالَ عُمَرُ وَاللّٰهِ مَا كَانَ يَقَعُ فِیْ نَفْسِیْ اِلَّا ذَاكَ وَ لَيَبْعَثَنَّهُ اللّٰهُ فَلَيُقَطِّعَنَّ اَيْدِیَ رِجَالٍ وَاَرْجُلَهُمْ فَجَآءَ اَبُوْبَكْرٍ فَكَشَفَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَبَّلَهُ فَقَالَ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ طِبْتَ حَيًّا وَّ مَيِّتًا وَّالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَايُذِيْقُكَ اللّٰهُ الْمَوْتَتَيْنِ اَبَدًا ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ اَيُّهَا الْحَالِفُ عَلٰى رِسْلِكَ ......

...... قَالَ الزُّهْرِیُّ وَحَدَّثَنِیْ اَبُوْ سَلْمَةَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ اَنَّ اَبَابَكْرٍ خَرَجَ وَ عُمَرُ يُكَلِّمُ النَّاسَ فَقَالَ اِجْلِسْ يَا عُمَرُ فَاَبٰى اَنْ يَّجْلِسَ فَاَقْبَلَ النَّاسُ اِلَيْهِ وَتَرَكُوْا عُمَرَ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ اَمَّا بَعْدُ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ مُحَمَّدًافَاِنَّ مُحَمَّدًا قَدْمَاتَ وَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُاللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ حَیٌّ لَّايَمُوْتُ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اِلَى الشّٰكِرِيْنَ ،وَقَالَ وَاللّٰهِ لَكَاَنَّ النَّاسَ لَمْ يَعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ حَتّٰى تَلَاهَا اَبُوْبَكْرٍ فَتَلَقَّا هَا مِنْهُ النَّاسُ كُلُّهُمْ فَمَا اَسْمَعُ بَشَرًامِنَ النَّاسِ اِلَّا يَتْلُوْهَا فَاَخْبَرَنِیْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ اَنَّ عُمَرَ قَالَ وَاللّٰهِ مَاهُوَ اِلَّااَنَّ سَمِعْتُ اَبَابَكْرٍ تَلَاهَا فَعَقِرْتُ حَتّٰى مَاتُقِلُّنِیْ رِجْلَایَ حَتّٰى اَهْوَيْتُ اِلَى الْاَرْضِ حِيْنَ سَمِعْتُهُ تَلَاهَا اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَدْمَاتَ (بخاری: کتاب المناقب، جلد ا صفحہ ۵۱۷/ کتاب المغازی، جلد ۲ صفحہ ۶۴۰)

ہشام کہتے ہیں کہ مجھ سے عروۃ بن الزبیر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اور انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا جو نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ تھیں کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات اس وقت ہوئی جب ابوبکر رضی اللہ عنہ السُّنح کے مقام پر تھے۔ اسمٰعیل راوی کہتے ہیں یعنی عالیہ میں۔ اس وقت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ اللہ کی قسم نبی ﷺ کی وفات نہیں ہوئی۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ کی قسم میرے ذہن میں یہی بات آئی۔ اور عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بھی کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو پھر ضرور زندہ کرے گا اور آپ ﷺ (منافق) لوگوں کے (جو خوشیاں منا رہے تھے) ہاتھ اور پیر ضرور کاٹ ڈالیں گے۔ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے نبی ﷺ سے چادر ہٹائی اور آپ ﷺ کے چہرہ کو بوسہ دیا اور کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان، زندگی اور موت دونوں میں آپ ﷺ پاکیزہ رہے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اللہ آپ ﷺ کو دو موتوں کا مزہ نہ چکھائے گا۔ پھر وہ باہر نکل گئے اور عمر رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے قسم کھانے والے! اتنی تیزی نہ کر۔

الزہری کہتے ہیں کہ ابوسلمہ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے بیان کیا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ باہر نکلے اور عمر رضی اللہ عنہ لوگوں سے گفتگو کر رہے تھے تو انہوں نے کہا کہ اے عمر بیٹھ جاؤ، لیکن عمر رضی اللہ عنہ

نہ بیٹھے۔ اب لوگوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف توجہ کی اور عمر رضی اللہ عنہ کو چھوڑ دیا۔ حمد وثناء کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سن رکھو کہ تم میں سے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بندگی کرتا تھا اسے معلوم ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو وفات پا گئے، اور جو اللہ کا پجاری تھا تو اللہ تعالیٰ زندہ ہے، اسے موت نہیں۔ پھر کہا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۚ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ ۚ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَضُرَّ اللَّهَ شَيْئًا ۗ وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ ○ (آل عمران:۱۴۴)

یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سوا کچھ نہیں کہ بس ایک رسول ہیں ان سے پہلے بھی بہت سے رسول گزر گئے ہیں پس کیا اگر یہ مر جائیں یا شہید کر دیے جائیں تو تم الٹے پیروں پھر جاؤ گے اور جو الٹے پیروں پھر جائے وہ اللہ تعالیٰ کو کچھ ضرر نہ پہنچا سکے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے شکر گزار و بندوں کو جزا دے کے رہے گا۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا لوگ اس آیت کے متعلق یہ جانتے ہی نہ تھے کہ اللہ تعالیٰ اس کو پہلے نازل کر چکا ہے یہاں تک کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کی تلاوت کی اور تب سارے لوگوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے سن کر اس کو لے لیا اور میں ہر شخص کو اس کی تلاوت کرتے ہوئے سننے لگا۔ الزہری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے بتلایا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ واللہ جس دم میں نے ابوبکر کو اس آیت کی تلاوت کرتے سنا میں گھٹنوں کے بل گر پڑا۔ اور ایسا بے دم ہوا کہ میرے پاؤں مجھے سہار نہ سکے یہاں تک کہ میں زمین کی طرف جھک پڑا جس وقت مجھے یہ یقین ہو گیا کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے۔

بخاری کی اس حدیث پر غور کیجیے اور دیکھیے کہ کتنی باتیں اس سے صاف ہو گئیں: ابوبکر رضی اللہ عنہ کا یہ کہنا کہ ایک موت جو آپ کے لیے مقدر تھی وہ آ چکی اب دوسری موت کا آپ مزہ نہ چکھیں گے؛ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں زندہ کیے جائیں اور قیامت کے دن پھر موت آئے، یہ اب نہ ہو گا۔ دوسری بات یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں پھر زندہ ہو جائیں گے، اس کا مکمل رد ہو گیا ورنہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لیے یہ کہنا کیا مشکل تھا کہ اے عمر! اس طرح بے قرار نہ ہو، تھوڑی دیر کی تو بات ہے، چند گھنٹوں کے بعد قبر میں دفن ہوتے ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پھر زندہ ہو جائیں گے......! اور عمر رضی اللہ عنہ بھی اس طرح بیدم ہو کر گر کر نہ پڑتے۔ اس خطبہ کے بعد سارے صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس بات کو مان لیا اور اس طرح سب سے پہلے اور سب سے عظیم اجماعِ صحابہ رضی اللہ عنہم اس ایک مسئلہ پر اس وقت ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی میت ابھی دفن بھی نہ ہوئی تھی۔ تاریخ میں ایسا اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم کسی اور مسئلہ پر موجود نہیں ہے۔ یہی وہ پہلا عظیم مسئلہ ہے جس کو سب سے پہلے مالک کائنات نے عمر رضی اللہ عنہ کی ذات کو شدید ترین آزمائش میں ڈال کر ہمیشہ کے لیے صاف کر دیا کہ جس کو بھی موت آ جائے وہ اس دنیا میں پھر زندہ نہیں ہو سکتا؛ اور اس طرح قیامت تک کے لیے اس ذریعہ کو بند کر دیا جو ہمیشہ سے ظلم عظیم کی اصل بنا رہا ہے یعنی مرنے والے مرے نہیں ہیں۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما چاہے قلیب بدر کے موقع پر موجود نہ ہوں مگر یہ پورا واقعہ تو ان کی آنکھوں

کے سامنے گزرا تھا؛ انہوں نے تو خود مشاہدہ کیا تھا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے خطبہ کے بعد سارے صحابہ رضی اللہ عنہم اس بات کے قائل ہوگئے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی وفات پا گئے۔ نہ اس وقت (تدفین سے پہلے) زندہ ہیں اور نہ تدفین کے بعد قبر میں زندہ ہوجائیں گے۔ اس کے باوجود یہ کہنا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما ہر مردہ کے سماع کے عقیدہ رکھتے تھے اور چونکہ سماع کے لیے حیات لازم ہے اس لیے وہ قبر میں حیات کے قائل تھے، انصاف کی بات نہیں ہے۔ اصل بات وہی ہے جو بخاری نے قلیب بدر کی حدیثیں لاکر ثابت کی ہے یعنی قلیب بدر کے معاملہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی رائے میں صرف یہ اختلاف ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ قلیب بدر کے مشرکوں کے متعلق اَسۡمَعُ (زیادہ سننے والے) کہنے سے مراد "علم" ہے یعنی ان مشرکوں نے اب کہ ان پر عذاب کا دور گزر رہا ہے یقینی طور پر جان لیا اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا کہنا یہ تھا اَسۡمَعُ سے سننا ہی مراد ہے مگر یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا تاکہ مشرکین اور زیادہ ذلیل اور حسرت زدہ ہوں اور ظاہر ہے کہ معجزہ وہی ہوا کرتا ہے جو معمول نہ ہو سارے مردے قبر میں سنتے ہیں یہ ان کی مراد نہ تھی۔ بخاری نے قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کی تشریح لاکر یہی بات اور واضح کردی اور بتادیا کہ اَسۡمَعُ کے معنی میں ان دو باتوں کے علاوہ کوئی تیسری بات نہیں ہوسکتی اور یہ بھی بتادیا کہ یہی ان کا عقیدہ ہے۔

**حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیدہ شرک کی جڑ ہے:** نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر سب سے پہلے جو مسئلہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اٹھا وہ یہی مسئلہ تھا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو موت آگئی یا نہیں؟ آخر یہ مسئلہ کیسے نہ اٹھتا جب کہ موت کے بعد دنیاوی زندگی کا عقیدہ ہی تو شرک کی جڑ ہے۔ شکر ہے کہ اسی وقت اس بات کا فیصلہ بھی ہوگیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع بھی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے، اب دنیا میں زندہ نہیں ہیں اور یہ اولیاء اللہ کے سردار ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اس بات کے بعد ہوا کہ جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا پجاری تھا اس کو معلوم ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تو موت آگئی اور جو اللہ تعالیٰ کو پوجتا تھا وہ جان لے کہ اللہ زندہ جاوید ہے اسے موت نہیں۔

اسی طرح حدیث کی کتابوں میں بے حساب صحابہ اور صحابیات رضی اللہ عنہم سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کی تصدیق ان الفاظ میں موجود ہے: **مَاتَ، قُبِضَ، خَرَجَ مِنَ الدُّنۡیَا** وغیرہ، مگر کسی کتاب میں کسی صحابی رضی اللہ عنہ سے موت کے بعد زندہ ہونا منقول نہیں ہے اور نہ کسی محدث نے **وفات النبی** صلی اللہ علیہ وسلم کے باب کے بعد **حیات النبی** صلی اللہ علیہ وسلم **بعد وفاتہٖ** (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ان کی زندگی) کا باب ہی مقرر کیا ہے۔

**نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب میں آنا:** نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں زندہ ثابت کرنے اور انہیں علم و تصرف میں شریک ٹھہرانے کے لیے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ انہوں نے فلاں کے خواب میں آکر یہ بتلادیا اور فلاں کو یہ...... اور اس کے ثبوت میں بخاری و مسلم کی صحیح روایتوں سے غلط استدلال کیا جاتا ہے

مثلاً امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں یہ باب باندھا ہے: **بَابُ مَنْ رَاٰی النَّبِیَّ ﷺ فِی الْمَنَامِ** (باب جس نے نبی ﷺ کو خواب میں دیکھا) پھر سب سے پہلے یہ روایت لائے ہیں:

**اَنَّ اَبَا هُرَیْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ مَنْ رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَسَیَرَانِیْ فِی الْیَقْظَةِ وَلَا یَتَمَثَّلُ الشَّیْطَانُ بِیْ قَالَ اَبُوْعَبْدِاللّٰهِ قَالَ ابْنُ سِیْرِیْنِ اِذَا رَاٰهُ عَلٰی صُوْرَتِهٖ** (بخاری: کتاب التعبیر، جلد۲ صفحہ۱۰۳۵)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا، وہ عنقریب مجھے بیداری میں دیکھے گا اور شیطان میری شکل اختیار نہیں کرسکتا۔ ابوعبداللہ (امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ) کہتے ہیں کہ ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جب کوئی نبی ﷺ کو ان کی اپنی صورت پر دیکھے۔

حدیث کے الفاظ میں **مَنْ رَاٰنِیْ** "یعنی جس نے مجھے دیکھا" صاف بتلا رہے ہیں کہ یہاں وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے زندگی میں نبی ﷺ کو ان کی اصلی شکل میں دیکھا تھا، شمائل کی کتابوں میں سراپا پڑھ لینے والے نہیں۔ دوسری بات اس حدیث میں یہ ہے کہ شیطان میری شکل وصورت اختیار نہیں کرسکتا: یہ نہیں کہا گیا کہ مجھے زندگی میں نہ دیکھنے والوں کو وہ خواب کے ذریعہ دھوکہ میں نہیں ڈال سکتا اور کسی دوسری صورت کے ذریعہ نہیں کہلوا سکتا کہ میں تمہارا نبی محمد ﷺ ہوں تاکہ وہ شخص جس نے نبی ﷺ کو نہیں دیکھا ہے، اس کے فریب میں آجائے۔

اب اس معقول بات سے گریز کے لیے دوسری بات کہی جانے لگتی ہے کہ اگر خواب میں آنے والی یہ صورت قرآن وحدیث کے مطابق بات کہے تو وہ نبی ﷺ ہی کی صورت ہے کیونکہ شیطان حق بات نہیں بتا سکتا۔ یہ بات بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ بخاری (کتاب الوکالۃ) کی روایت میں آتا ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو شیطان نے آیت الکرسی کی صحیح فضیلت بتلائی تھی اور نبی ﷺ نے اس کی بات کی ان الفاظ میں تصدیق کی تھی: **اَمَا اَنَّهٗ قَدْ صَدَقَکَ وَهُوَ کَذُوْبٌ** یعنی حقیقت یہ ہے کہ اس نے تم کو سچی بات بتلائی ہرچند کہ وہ بہت بڑا جھوٹا ہے۔ معلوم ہوا کہ شیطان سچی بات بھی بتلا سکتا ہے۔

دراصل یہ خواب کا معاملہ ایک کاروبار کی حیثیت اختیار کرچکا ہے۔ بہت سے لوگ خواب میں نبی ﷺ کے آنے کا قصہ سنا سنا کر اپنی فضیلت اور بزرگی کا اظہار کرنا چاہتے ہیں، اور جھوٹے خواب بیان کرنے والے کے متعلق نبی ﷺ کی وعید سے بے پرواہ نظر آتے ہیں؛ کچھ دوسرے اسے ضعیف الاعتقاد لوگوں کے مال کو ہتھیانے کا ذریعہ بناتے ہیں اور ان سے کہتے ہیں کہ نبی ﷺ تشریف لائے تھے اور ارشاد فرمایا تھا کہ میرے فلاں عاشق صادق کے پاس چلے جاؤ، وہ تمہاری حاجت پوری کردے گا۔ اسی طرح کبھی کسی کے متعلق یہ اظہار خیال کردیا جاتا ہے کہ نبی ﷺ نے خواب میں آکر یہ بتایا ہے کہ "وہ" فی

الوقت امت کا سب سے بڑا عالم یا سب سے بڑا ولی ہے............اور یہ بھول جایا جاتا ہے کہ ان باتوں پر یقین لانا اللہ تعالیٰ کے اکیلے حیّ و قیّوم ہونے اور غائبانہ تصرفات کا اختیار رکھنے میں نبی ﷺ کو شریک ٹھہرانا ہے اور ان کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا ہے کہ وہ دنیا میں زندہ ہیں اور امت کے احوال سے واقف ہی نہیں بلکہ خواب میں آ آ کر لوگوں کو اس سے باخبر بھی کرتے رہتے ہیں حالانکہ یہ بات اللہ تعالیٰ کی کتاب کے بالکل خلاف اور اس کی صفاتِ علم و تصرف میں کھلا شرک ہے۔ اسی طرح ابراہیم علیہ السلام کا کسی کے خواب میں آ کر اسے مجمع کے سامنے تقریر کرنے کا حکم دینا اور اس تقریر کی تعریف و تحسین کرنا، پھر اس خواب کو خواب دیکھنے والے کی فضیلت اور بزرگی کا ثبوت ٹھہرانا، بھی اسی قبیل سے ہے۔ اعاذنا اللّٰہ

معلوم ہوا کہ اگر کسی کا عقیدہ یہ ہو کہ نبی ﷺ وفات کے بعد بھی زندہ ہیں اور امت کے حالات سے باخبر بھی، اور بعض افراد کو ان حالات سے آگاہ بھی کرتے رہتے ہیں......تو یہ بات کتاب الٰہی کے سراسر خلاف اور صفتِ حیات، علم و تصرف میں کھلا شرک ہے۔ سلطان نورالدین زنگی کا سیسہ کی دیواروں والا مشہور قصہ بھی اسی قبیل سے ہے، بے اصل و بے بنیاد محض۔ رہے مبشرات تو جب وہ حق ثابت ہو جائیں تب یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ سچے تھے ورنہ "اضغاث احلام"۔ کسی کا خواب دیکھ کر یہ کہنا کہ ایسا ہونے والا ہے، یا تو الوہیت کا دعویٰ ہے یا نبوت کا۔

**رائی کا پربت:** اللہ جانے کہ لوگوں نے جو نبی ﷺ کے خواب میں آنے کے بے حساب افسانے تراش لیے ہیں، ان سے ان کا مطلب کیا ہے؟ اگر کہنا یہ ہے کہ نبی ﷺ خواب دیکھنے والے کے پاس آ کر کھڑے ہو جاتے ہیں، تو اس سے فائدہ؟ خواب دیکھنے والا تو سو رہا ہوتا ہے۔ اور اگر دماغ کے اندر آنا مراد ہے، تو بہر حال خیالات میں آنا ہی مراد ہو سکتا ہے؛ حسی اور وجودی آمد تو نہیں۔ کیا کہنے والے یہ کہنا چاہتے ہیں کہ نبی ﷺ کو امت کے حالات کا علم ہوتا ہے اور وہ اپنے امتی کی ضروریات اور حاجات سے باخبر رہتے ہیں اور جب بھی جس کے لیے مناسب سمجھتے ہیں، اپنی قبر سے نکل کر اس کے پاس پہنچ جاتے ہیں اور سوتے میں اس کے دماغ یا خیالات میں داخل ہو کر اسے جو کچھ بتانا ہوتا ہے بتا دیتے ہیں......اور اتنی دیر کے لیے مدینہ منورہ میں قبر خالی رہ جاتی ہے......اور اگر ایک ہی وقت میں مختلف ملکوں میں مختلف لوگ آپ ﷺ کا خواب دیکھیں، تو بیک وقت آپ ﷺ ہر جگہ موجود ہوتے ہیں............کیا خوب! اور پھر وہ جس نے کبھی نبی ﷺ کو حیات میں نہ دیکھا ہو، وہ کیسے کہہ سکتا ہے کہ میں نے نبی ﷺ ہی کو دیکھا ہے؟

دراصل یہ مذکورہ روایت جو آئی ہے، وہ لوگوں کے کاروبارِ دینداری کو چمکانے کے لیے نہیں آئی ہے، بلکہ یہ بتاتی ہے کہ نبی ﷺ کی یہ خصوصیت ہے کہ شیطان آپ ﷺ کا روپ نہیں دھار سکتا؛ جس

طرح حدیث میں یہ خصوصیت آئی ہے کہ ہر فرد بشر کے ساتھ شیطان لگا رہتا ہے، لوگوں نے دریافت کیا کہ آپ ﷺ کے ساتھ بھی ہے؟ فرمایا کہ ہاں میرے ساتھ بھی ہے مگر وَلٰکِنَّ اللّٰهُ اَعَانَنِیْ عَلَیْهِ فَاَسْلَمَ یعنی ہاں میرے ساتھ بھی شیطان لگا ہوا ہے مگر اللہ نے میری مدد کی اور وہ شیطان میرا مطیع ہو گیا۔ (مسلم: کتاب صفات المنافقین بحوالہ مشکوٰۃ صفحہ ۱۸) جس طرح نبی ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اس خصوصیت کے ذریعہ شیطان کے شر سے محفوظ فرما دیا، اسی طرح صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھی دوسری خصوصیت کے ذریعہ اس کے شر سے بچا لیا ورنہ آپ ﷺ کی زندگی میں جب کہ قرآن نازل ہو رہا تھا اور صحابہ رضی اللہ عنہم عرب کے دور دراز مقامات پر عامل بنا کر بھیج دیے گئے تھے، شیطان اگر یمن میں معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے خواب میں نبی ﷺ کے روپ میں آ کر کہتا کہ پہلے جبکہ امت کی تعداد کم تھی، فجر کی نماز سورج نکلنے سے پہلے پڑھی جاتی تھی، اب کہ کثرت ہو گئی ہے، اس لیے آسانی کے پیش نظر سورج نکلے کے بعد پڑھی جانی چاہیے؛ تو معاذ رضی اللہ عنہ کس قدر الجھن میں پڑ جاتے کیونکہ خواب میں آنے والی صورت تو جانی پہچانی نبی ﷺ کی صورت ہوتی، اب دریافت حال کے لیے آدمی بھیجیں تو مہینوں کا سفر...... اللہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس مشکل سے بچا لیا اور شیطان کو اس کی طاقت ہی نہیں دی کہ وہ نبی ﷺ کا روپ دھار کر صحابہ رضی اللہ عنہم کو فریب دے سکے۔ نبی ﷺ کو حیات، علم اور تصرف میں اللہ کا شریک ٹھہرانے کے لیے یہ جو خواب کا کھیل کھیلا گیا ہے، اسے اب بند ہو جانا چاہیے۔

**انبیاء علیہم السلام کے جسد کو مٹی نہیں کھاتی؟** اس ضعیف روایت سے ناسمجھ لوگ انبیاء علیہم السلام کی قبر میں زندگی ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں، حالانکہ اس سے زیادہ سے زیادہ صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ دوسرے مُردوں کے جسد کو تو مٹی کھا جاتی ہے، مگر انبیاء علیہم السلام کے جسد کو باوجود مردہ ہونے کے مٹی نہیں کھاتی۔ اس کمزور روایت سے انبیاء علیہم السلام کے جسموں کی خصوصیت نکالی جاتی ہے حالانکہ صحیح بخاری میں مختلف مقامات پر صراحت موجود ہے کہ عمر، عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم وغیرہ کے جسم بھی محفوظ پائے گئے ہیں۔ (بخاری: کتاب الجنائز، جلد ۱، صفحہ ۱۸۶ و صفحہ ۱۸۰) پھر یہ انبیاء علیہم السلام کے جسد کی خصوصیت تو نہ ہوئی۔ بالفرض یہ بات مان بھی لی جائے، تو اس سے ''علم'' کیسے ثابت ہو گا؟ جب کہ سورۃ البقرہ (آیت ۲۵۹) میں اللہ تعالیٰ عزیر علیہ السلام کا واقعہ بیان کرتا ہے کہ ہم نے ان کو سَو سال تک مردہ رکھا، ان کا جسم محفوظ رہا مگر جب سوال کیا گیا کہ کتنی مدت موت کی حالت میں رہے ہوں گے تو ان کو اپنے متعلق بھی کوئی علم نہ تھا چہ جائیکہ دوسروں کے متعلق کچھ معلوم ہوتا!

**عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا جسم:** ہشام بن عروہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جب ولید بن عبدالملک کے زمانہ (۸۷ھ) میں حجرہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی دیوار گر گئی اور اس کی تعمیر شروع کی گئی تو ایک پیر کھل گیا اور لوگوں پر خوف طاری ہو گیا؛ انہوں نے گمان کیا کہ وہ نبی ﷺ کا پیر ہے۔ کوئی عالم ایسا نہ مل سکا

جواس پیر کے بارے میں انہیں صحیح رائے دے سکتا یہاں تک کہ عروۃ بن الزبیر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ نہیں ؛ اللہ کی قسم! یہ نبی ﷺ کا پیر نہیں ہے بلکہ یہ عمر رضی اللہ عنہ کا پیر ہے۔ (بخاری: کتاب الجنائز، جلد ا صفحہ ۱۸۶)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح ثابت کیا کہ جب انبیاء علیہم السلام کے علاوہ غیر انبیاء کے جسم بھی صحیح وسالم ملے ہیں تو اس بات کو انبیاء علیہم السلام کے جسموں کی خصوصیت بتانا درست نہیں۔ بات اتنی ہی نہیں کہ یہ محولہ منکر روایت صرف جسم کی حفاظت کا ادعا کرتی ہے، بلکہ یہ تو اسی جسم میں روح کے لوٹائے جانے کے بعد، حیات دینوی پر اصرار کر کے نبی ﷺ کو قبر کے اندر زندہ کر دکھاتی ہے!

لوگو! اللہ تعالیٰ کا فرمان، نبی ﷺ کا ارشاد اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع تمہارے سامنے ہے۔ مگر تم کہتے ہو کہ نہیں، نبی ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہی نہیں بلکہ دنیا میں آتے جاتے بھی رہتے ہیں! افسوس کہ تم نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرے ''الحیّ'' تراش لیے اور ان کی بات نہ مانی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے نبی ﷺ پر جان چھڑکتے تھے؛ اگر ان کو خیال تک ہوتا کہ ان کے نبی ﷺ زندہ جاوید ہیں، تو وہ کبھی ان کا خلیفہ منتخب نہ کرتے، نہ اپنے نبی ﷺ کی تجہیز و تکفین کرتے، نہ ان کو قبر میں اتارتے، نہ اجتہاد کی کوئی ضرورت پیش آتی، اور نہ رجال کی چھان بین، اور احادیث کی تحقیق میں محنت صرف کرنا پڑتی...... جب بھی جس چیز کی ضرورت ہوتی، قبر پر پہنچ کر دریافت کر لیتے: ابو بکر رضی اللہ عنہ ارتداد کے موقع پر وہاں سے رہنمائی حاصل کرتے، عمر رضی اللہ عنہ قحط کے وقت، عثمان رضی اللہ عنہ فتنہ، اور عائشہ و علی رضی اللہ عنہما جنگ جمل اور صفین کے موقع پر......

دراصل یہ ظلم یوں ہوا کہ ایک مدت گزر جانے کے بعد فن دینداری کے ماہروں نے اپنا پیشہ چمکانے کے لیے ہندوؤں کی طرح دیوتاؤں اور دیویوں کی فوج تیار کر کے، ان کے گرد ایک عظیم الشان دیومالا کا تانا بانا بن دیا؛ پھر اسلامی کاشی اور متھرا وجود میں آئے، اور ''مسلمان'' گنیشوں اور مرلیوں نے جنم لیا؛ کھڑے پتھروں کی جگہ پڑے پتھروں نے قبروں کی شکل میں اپنے استھان بنائے اور درشن کا نام بدل کر ''زیارت'' رکھا گیا؛ پرنام کی جگہ سلام نے لے لی؛ ڈنڈوت نے ''سجدہ تعظیمی'' کا جامہ پہنا؛ پھیروں کے بجائے ''طواف'' ہونے لگے؛ پرشاد ''تبرک'' بن گیا؛ بھجن نے قوالی کا روپ دھار لیا.......... اور یہ موجودہ ''دین'' وجود میں آیا۔ پھر ہزاروں قیدی بنے، لاکھوں کی عصمتیں برباد ہوئیں، لاتعداد لاشے تڑپے، نونہالوں کا خون چُوس چُوس کر یہ دھرتی سیراب ہوئی، مگر اس نئے دین کی بہاروں کا ایک پھول نہ کمھلایا!

بہر حال آج کسی میں یہ قوت نہیں ہے کہ ''امت مسلمہ'' کو بزور اس برائی سے روک دے مگر اہل علم پر یہ ذمہ داری ضرور ہے کہ وہ پوری بات واشگاف کہہ دیں کہ لوگو! اگر اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کا اقرار کرنے کے بعد بھی تم نے وہی مشرکانہ اعتقادات باقی رکھے جو قوم نوح علیہ السلام سے لے کر آج

تک ہر مشرک قوم میں پائے جاتے رہے ہیں تو تم بھی بدانجامی سے نہ بچ سکو گے؛ ان قوموں نے اپنے انبیاءعلیہم السلام اور ''بزرگوں'' کو مرجانے کے بعد بھی مرنے نہ دیا اور آج تم بھی اپنے نبی ﷺ اور دوسرے اللہ کے بندوں کے ساتھ مختلف بہانوں اور جھوٹی روایتوں☆ کے ذریعہ یہی کام کر رہے ہو!

دراصل قبر کی اس مزعومہ زندگی اور اس کے متعلقات کے عقیدے نے دنیا کے ایمان کو برباد کر ڈالا ہے اور یہی شرک کی اصل جڑ ہے۔ اسی فاسد عقیدے کے برتے پر تو لوگ قبروں پر مراقبہ اور چلّہ کشی کرتے ہیں اور سلام کر کے صاحب قبر سے جواب کے منتظر رہتے ہیں۔ کوئی صاحب قبر سے ہاتھ ملاتا ہے اور کوئی معانقہ کرنے پر مصر نظر آتا ہے۔ بعض ظالموں نے تو یہ تک ایجاد کر لیا ہے کہ قبر کے پاس بند رہ کر بزرگان دین اپنے نبی ﷺ سے تبلیغ وارشاد کے طریقے سیکھ چکے ہیں! معاذ اللہ

**انبیاء اور اولیاء اللہ کے دشمن کون ہیں؟** اولیاء اللہ کے دشمن وہ نہیں جو ان کی صحیح پیروی کرتے ہیں، ان کے نقش قدم کو نگاہ میں رکھتے ہوئے چلتے ہیں، ان کو ان کا اصلی مقام دیتے ہیں، بلکہ ان کے دشمن وہ ہیں جو ان کی قبروں کو پختہ کرتے ہیں، ان پر قبے بنا کر عرس، میلے، بھجن اور قوالیاں شروع کر دیتے ہیں، مشکل میں ان کو پکارتے ہیں اور ان کی نذر و نیاز کر کے ان کو الوہیت میں شریک ٹھہراتے ہیں...... اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کھول کھول کر اولیاء اللہ کے ان دشمنوں کا پتہ بتلایا ہے:

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ○ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ○ (الاحقاف: ۵،۶)

''اس شخص سے زیادہ گمراہ اور کون ہے جو اللہ کے علاوہ دوسروں کو آواز دے حالانکہ وہ قیامت تک اس کی پکار کا جواب نہیں دے سکتے۔ وہ تو ان کی پکار ہی سے غافل ہیں۔ ہاں، قیامت کے دن جب سب لوگ جمع کیے جائیں گے (اور ان اولیاء اللہ کو اپنے پجاریوں کی حرکات سے باخبر کیا جائے گا) تو یہ (اولیاء اللہ) ان کے (یعنی اپنے پجاریوں) کے دشمن بن جائیں گے اور ان کی پوجا پاٹ کا شدت کے ساتھ انکار کر دیں گے۔''

معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ کے اصلی دشمن دراصل وہ لوگ ہیں جو ان کو الوہیت میں شریک ٹھہرا کر ان کے گھروں (قبروں) کو اللہ کے گھر (خانہ کعبہ) کی طرح مقدس بنا لیتے ہیں اور ان کے ساتھ بالکل وہی معاملہ کرتے ہیں جو صرف اللہ کے گھر کے ساتھ کیا جانا چاہیے: ہر سال حج کے دن کی طرح عرس کا دن مقرر کیا جاتا ہے؛ احرام کی جگہ ننگے سر، ننگے پیر چلنے کی قید لگائی جاتی ہے؛ **لبیک اللھم لبیک**...... کے مقابلہ میں یا ہو، حق یا ہو، بیشک یا ہو کا نعرہ لگتا ہے؛ غلاف کعبہ کی طرح قبر کی چادر کا انتظام ہوتا ہے؛ حجر اسود کے بوسہ کی جگہ قبر کے سرہانے یا پائنتی کے پتھر کو چوما جاتا ہے؛ طواف کعبہ کے

---

☆ان روایتوں کی تفصیل ہماری کتاب یہ مزار یہ میلے اور ایمان خالص قسط دوئم میں دیکھی جا سکتی ہے اور خط لکھ کر ہم سے مفت طلب کی جا سکتی ہے

بدلے قبر کے پھیرے لگتے ہیں؛ سجدے اور رکوع ہوتے ہیں؛ دعائیں اور مناجاتیں کی جاتی ہیں؛ ملتزم کی طرح ڈیوڑھی اور دروازہ سے چمٹا جاتا ہے؛ بابا کی بیٹھک سے ان کی قبر تک دوڑ لگا کر سعی صفا و مروہ کا حق ادا کیا جاتا ہے؛ زم زم کی جگہ قبر کے دھوون کے ''مبارک'' پانی کو جمع کر کے تبرک بنایا جاتا ہے؛ ھدی کے بجائے ''حضرت'' کی نذر کا بکرا اور اُونٹ ساتھ آتا ہے.................
غرض آج ہر طرف اور ہر جگہ ان نقلی کعبوں کی دھوم مچی ہوئی ہے اور خلقت ہے کہ ٹوٹی پڑتی ہے!

موجودہ حالت میں یہ بات کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب، اس کے رسول ﷺ کی سنت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ایک طرف ہے اور دوسری طرف بانیان مسالک ثلاثہ: دیوبند، بریلی و اہلحدیث (قاسم نانوتوی صاحب، احمد رضا خان صاحب اور میاں نذیر دہلوی صاحب) کا اصرار اس کے خلاف ہے؛ مسئلہ کی سنگینی کو واضح کرنے کے لیے کافی ہے، لیکن اپنے مالک سے ناامیدی کفر ہے، اس لیے آیے کہ مل کر اللہ و رسول ﷺ کی بات کو دنیا سے منوانے کے لیے اپنی امکانی کوشش اس راہ میں لگا دیں اور امید رکھیں کہ رب غیور و غالب ان کو ضائع ہونے سے بچائے گا۔ والسلام

## عقائد مشاہیر علماء مسالک ثلاثہ

| | |
|---|---|
| **دیوبند**<br>بانئ دیوبند قاسم نانوتوی صاحب، محمود الحسن صاحب، اشراف علی تھانوی صاحب وغیرہ<br>المہند (عقائد علماء دیوبند) مرتبہ خلیل احمد صاحب، صفحہ ۱۶ مطبوعہ قرآن محل، کراچی | **عقیدہ در بارہ حیات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم**<br>سوال: کیا فرماتے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں حیات کے متعلق کہ کوئی خاص حیات آپ کو حاصل ہے یا عام مسلمانوں کی طرح برزخی حیات ہے؟<br>جواب: ہمارے نزدیک ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور آپ کی حیات دنیا کی سی ہے بلا مکلّف ہونے کے اور یہ حیات مخصوص ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء علیہم السلام اور شہداء کے ساتھ یہ حیات برزخی نہیں ہے۔ |
| **بریلی**<br>بانئ مسلک احمد رضا خان صاحب<br>ملفوظات اعلیٰحضرت احمد رضا خان صاحب بریلوی صفحہ ۳۲ حصہ سوم مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی | **عرض:** انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیائے کرام کی حیات برزخیہ میں کیا فرق ہے۔<br>**ارشاد:** انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات حقیقی حسی دنیاوی ہے ان پر تصدیق وعدہ الٰہیہ کے لیے محض ایک آن کو موت طاری ہوتی ہے پھر فوراً اُن کو ویسے ہی حیات عطا فرمادی جاتی ہے اس حیات پر وہی احکام دینویہ ہیں ان کا ترکہ بانٹا نہ جائے گا ان کی ازواج کو نکاح حرام نیز ازواج مطہرات پر عدت نہیں وہ اپنی قبور میں کھاتے پیتے نماز پڑھتے ہیں بلکہ سیدی محمد بن عبدالباقی زرقانی فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی قبور مطہرہ میں ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں وہ ان کے ساتھ شب باشی فرماتے ہیں۔ |

**تبلیغی جماعت:** اس جماعت کا عقیدہ صرف یہی نہیں ہے کہ نبی ﷺ اپنی مدینہ والی قبر کے اندر زندہ ہیں بلکہ اس کا عقیدہ یہ بھی ہے کہ نبی ﷺ امت کے سارے حالات سے باخبر بھی رہتے ہیں، قبر پر آنے والے کو دیکھتے، پہچانتے، اس کے سلام، اس کی گفتگو کو سنتے، سمجھتے اور جواب بھی دیتے ہیں، قبر کی دیوار سے باہر ہاتھ نکال کر مصافحہ بھی کرتے ہیں اور اگر مناسب سمجھیں تو قبر سے باہر نکل کر مشکل کشائی اور دستگیری کے لیے حاضر بھی ہو جاتے ہیں اور پھر واپس جا کر قبر کے اندر سے پڑھنے والے کا سلام سنتے اور جواب دیتے ہیں ......... لیکن یہ نہ معلوم ہو سکا کہ جب آپ ﷺ قبر سے باہر ہوتے ہیں تو قبر پر پڑھے جانے والے درود و سلام کا کیا ہوتا ہے؟ ملاحظہ ہو:

> ۱۲: سید احمد رفاعیؒ مشہور بزرگ اکابر صوفیہ میں ہیں، ان کا قصہ مشہور ہے کہ جب ۵۵۵ھ میں حج سے فارغ ہو کر زیارت کے لیے حاضر ہوئے اور قبر اطہر کے مقابل کھڑے ہوئے تو یہ دو شعر پڑھے ؎
>
> فِیْ حَالَةِ الْبُعْدِ رُوْحِیْ کُنْتُ اُرْسِلُهَا — تُقَبِّلُ الْاَرْضَ عَنِّیْ وَهِیَ نَائِبَتِیْ
>
> وَهٰذِهٖ دَوْلَةُ الْاَشْبَاحِ قَدْ حَضَرَتْ — فَامْدُدْ یَمِیْنَکَ کَیْ تَحْظٰی بِهَا شَفَتِیْ
>
> ترجمہ: دوری کی حالت میں میں اپنی روح کو خدمت اقدس بھیجا کرتا تھا وہ میری نائب بن کر آستانہ مبارک چومتی تھی، اب جسموں کی حاضری کی باری آئی ہے اپنا دست مبارک عطا کیجئے تا کہ میرے ہونٹ اس کو چومیں۔
>
> اس پر قبر شریف سے دست مبارک باہر نکلا اور انہوں نے اس کو چوما (الحاوی للسیوطیؒ) کہا جاتا ہے کہ اس وقت تقریباً نوے ہزار کا مجمع مسجد نبویؐ میں تھا جنہوں نے اس واقعہ کو دیکھا اور حضورؐ کے دست مبارک کی زیارت کی جن میں حضرت محبوب سُبحانی قطب رَبّانی شیخ عبدالقادر جیلانی نَوَّرَ اللہ مَرْقَدَہٗ کا نام نامی بھی ذکر کیا جاتا ہے (البنیان المشید)۔

(فضائل حج: صفحہ ۱۵۱، مکتبہ امدادیہ ملتان، مصنفہ: ''شیخ الحدیث مولانا'' محمد زکریا صاحب)

## نبی ﷺ کا اپنی قبر سے باہر آ کر درود پڑھنے والے جوان کی مشکل کشائی کرنا!

> ۴۶۔ حافظ ابو نعیمؒ، حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ سے نقل کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ باہر جا رہا تھا۔ میں نے ایک جوان کو دیکھا کہ جب وہ قدم اٹھاتا ہے یا رکھتا ہے تو یوں کہتا ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ میں نے اس سے پوچھا کیا کسی علمی دلیل سے تیرا یہ عمل ہے؟ (یا محض اپنی رائے سے) اس نے پوچھا تم کون ہو؟ میں نے کہا سفیان ثوریؒ۔ اس نے کہا کیا عراق والے سفیان۔ میں نے کہا ہاں! کہنے لگا تجھے اللہ کی معرفت حاصل ہے میں نے کہا ہاں ہے۔ اس نے پوچھا کس طرح معرفت حاصل ہے؟ میں نے کہا رات سے دن نکالتا ہے، دن سے رات نکالتا ہے، ماں کے پیٹ میں بچے کی صورت پیدا کرتا ہے۔ اس نے کہا کہ کچھ نہیں پہچانا۔ میں نے کہا پھر تو کس طرح پہچانتا ہے؟ اس نے کہا

کسی کام کا پختہ ارادہ کرتا ہوں اس کو فسخ کرنا پڑتا ہے اور کسی کام کے کرنے کی ٹھان لیتا ہوں مگر نہیں کر سکتا۔ اس سے میں نے پہچان لیا کہ کوئی دُوسری ہستی ہے جو میرے کاموں کو انجام دیتی ہے۔ میں نے پوچھا یہ تیرا دُرود کیا چیز ہے؟ اس نے کہا، میں اپنی ماں کے ساتھ حج کو گیا تھا۔ میری ماں وہیں رہ گئی (یعنی مرگئی) اس کا مُنہ کالا ہوگیا اور اس کا پیٹ پُھول گیا جس سے مجھے یہ اندازہ ہوا کہ کوئی بُہت بڑا سخت گناہ ہوا ہے۔ اس سے میں نے اللہ جل شانہٗ کی طرف دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تو میں نے دیکھا کہ تہامہ (حجاز) سے ایک اَبر آیا، اس سے ایک آدمی ظاہر ہوا۔ اس نے اپنا مبارک ہاتھ میری ماں کے منہ پر پھیرا جس سے وہ بالکل روشن ہوگیا، اور پیٹ پر ہاتھ پھیرا تو ورم بالکل جاتا رہا، میں نے ان سے عرض کیا کہ آپ کون ہیں کہ میری اور میری ماں کی مصیبت کو آپ نے دُور کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ میں تیرا نبی محمّد (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) ہوں۔ میں نے عرض کیا مجھے کوئی وصیت کیجیے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی قدم رکھا کرے یا اُٹھایا کرے تو اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ پڑھا کرو۔ (نزہتہ)

؎ یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

(فضائل درود: صفحہ ۱۲۲-۱۲۱، فصل پنجم، مکتبہ اشرفیہ، رائے ونڈ، لاہور)

## نبی ﷺ کے بعد ''اولیاء اللہ'' کی شان بھی دیکھیے!

(۱۶) عرب کی ایک جماعت ایک مشہور سخی کریم کی قبر کی زیارت کو گئی۔ دور کا سفر تھا رات کو وہاں ٹھہرے ان میں سے ایک شخص نے اس قبر والے کو خواب میں دیکھا۔ وہ اس سے کہہ رہا ہے کہ تو اپنے اُونٹ کو میرے بُختی اُونٹ کے بدلہ میں فروخت کرتا ہے (بُختی اُونٹ اعلیٰ قسم کے اُونٹوں میں شمار ہوتا ہے، جو اس میت نے ترکہ میں چھوڑا تھا) خواب دیکھنے والے نے خواب ہی میں معاملہ کرلیا۔ وہ صاحب قبر اُٹھا اور اس کے اُونٹ کو ذبح کردیا جب یہ اُونٹ والا نیند سے اٹھا تو اس کے اُونٹ کے خون جاری تھا اس نے اُٹھ کر ذبح کردیا (کہ اس کی زندگی کی امّید نہ رہی تھی) اور گوشت تقسیم کردیا۔ سب نے پکایا، کھایا۔ یہ لوگ وہاں سے واپس ہوگئے جب اگلی منزل پر پہنچے تو ایک شخص بُختی اُونٹ پر سوار ملا جو یہ تحقیق کررہا تھا کہ فلاں نام کا شخص تم میں کوئی ہے اس خواب والے شخص نے کہا کہ یہ میرا نام ہے اُس نے پوچھا کہ تُو نے فلاں قبر والے کے ہاتھ کوئی چیز فروخت کی ہے۔ خواب دیکھنے والے نے اپنا خواب کا قِصّہ سُنایا جو شخص بُختی اُونٹ پر سوار تھا اُس نے کہا کہ وُہ میرے باپ کی قبر تھی۔ یہ اُس کا بُختی اُونٹ ہے۔ اس نے مجھے خواب میں کہا ہے کہ اگر تو میری اولاد ہے تو میرا بُختی اُونٹ فلاں شخص کو دے دے، تیرا نام لیا تھا۔ یہ بُختی اُونٹ تیرے حوالے ہے۔ یہ کہہ کر وہ اُونٹ دے کر چلا گیا (اتحاف)۔ یہ سخاوت کی حد ہے کہ مرنے کے بعد بھی اپنی قبر پر آنے والوں کی مہمانی میں اپنے اَصِیل اُونٹ کو فروخت کرکے آنے والوں کی مہمانی کی۔ باقی یہ بات کہ مرنے کے بعد اس قسم کا واقعہ کیوں کر ہوگیا اس میں کوئی محال چیز نہیں ہے، عالم اَرْ واح میں اس قسم کے واقعات ممکن ہیں۔

(فضائل صدقات: حصہ دوم صفحہ ۲۹۴، مکتبہ امدادیہ، ملتان)

معلوم ہوا کہ ''اولیاء اللہ'' کی شان بھی کچھ کم نہیں! آنے جانے والے کو قبر کے اندر سے دیکھتے اور پہچانتے اور تصرف فرما کر زندوں کے ساتھ معاملہ کرتے ہیں، پھر قبر سے باہر نکل کر جانور ذبح کر ڈالتے ہیں اور دوسرے کو اپنی کارگزاری بتلا کر حکم بھی دیتے ہیں، پھر قبر میں واپس چلے جاتے ہیں...... یہ ہزاروں ایسے واقعات میں سے ایک واقعہ نمونہ کے طور پر حاضر خدمت ہے۔ اللہ اللہ کیا شان ہے ان ''اولیاء'' کی! سبحان اللہ

## مودودی صاحب:

مسئلہ حیات النبیؐ: اگر کوئی شخص اس مسئلے میں قطعاً خالی الذہن ہو یا اس کے بارے میں کوئی عقیدہ و رائے نہ رکھتا ہو اس سے قیامت میں کوئی باز پرس نہ ہوگی اور اس کے انجام اخروی پر اس عدم رائے یا خلوئے ذہن کا کوئی اثر مترتب نہ ہوگا۔ البتہ خطرے میں وہ شخص ہے جو اس مسئلے میں ایک عقیدہ قائم کرتا اور اس کی تبلیغ کرتا ہے، کیوں کہ اس کے عقیدے میں صحت اور عدم صحت دونوں کا احتمال ہے۔ (ترجمان القرآن دسمبر ۱۹۵۹ء)

(رسائل و مسائل حصہ سوم صفحہ ۴۴۰)

مودودی صاحب نے قرآن، حدیث اور اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم کے اس عظیم الشان مسئلہ کو فروعی مسئلہ بنا دیا اور یہ فرما کر کہ '' جو اس مسئلہ میں ایک عقیدہ رکھے اور اس کی تبلیغ بھی کرے وہ خطرے میں ہے''، ابوبکر رضی اللہ عنہ اور دوسرے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کو خطرے میں ڈال دیا!

## امام احمد بن حنبل

امام اہل سنت حضرت امام احمد بن حنبلؒ (المتوفی ۲۴۱ھ) اپنی کتاب الصلوٰۃ میں تحریر فرماتے ہیں کہ

وَالْاِيْمَانُ بِالْحَوْضِ وَالشَّفَاعَةِ، وَالْاِيْمَانُ بِمُنْكَرٍ وَّ نَكِيْرٍ وَّ عَذَابِ الْقَبْرِ بِمَلَكِ الْمَوْتِ، يَقْبِضُ الْاَرْوَاحَ ثُمَّ تُرَدُّ فِى الْأَجْسَادِ فِى الْقُبُوْرِ فَيُسْأَلُوْنَ عَنِ الْاِيْمَانِ وَالتَّوْحِيْدِ
(کتاب الصلوٰۃ صفحہ ۴۵ طبع قاہرۃ وطبقات الحنابلۃ فی ترجمۃ مسدد بن مسرھد)

حوض کوثر، شفاعت، منکر نکیر، عذاب قبر، ملک الموت کے ارواح کو قبض کرنے پھر ارواح کے قبروں میں جسموں کی طرف لوٹائے جانے پر ایمان لانا ضروری ہے اور اس پر بھی ایمان لانا لازم ہے کہ قبر میں ایمان و توحید کے بارے میں سوال ہوتا ہے۔

(بحوالہ تسکین الصدور مصنفہ ابو الزاہد سرفراز خان صفدر، صفحہ ۶۵)

یہ عقیدہ امام ابن تیمیہ، ابن قیم اور ''امت مسلمہ'' کی اکثریت نے اس لیے اپنایا ہے کہ امام احمد بن حنبل اسی دنیاوی قبر میں مردہ کے زندہ ہو جانے کا عقیدہ رکھتے تھے جیسا کہ مندرجہ بالا فتویٰ سے ثابت ہے۔

## امام ابن تیمیہ

| | |
|---|---|
| وَاسۡتَفَاضَتِ الۡاٰثَارُ بِمَعۡرِفَةِ الۡمَيَّتِ اَهۡلِهٖ وَبِاَحۡوَالِ اَهۡلِهٖ وَاَصۡحَابِهٖ فِی الدُّنۡيَا وَاَنۡ ذٰلِکَ يُعۡرَضُ عَلَيۡهِ وَجَآءَ تِ الۡاٰثَارُ بِاَنَّهٗ يَرٰی اَيۡضًا وَّ بِاَنَّهٗ يَدۡرِیۡ بِمَا يُفۡعَلُ عِنۡدَهٗ فَيَسُرُّ بِمَا كَانَ حَسَنًا وَّيَتَاَلَّمُ بِمَا كَانَ قَبِيۡحًا وَتَجۡتَمِعُ اَرۡوَاحُ الۡمَوۡتٰی فَيَنۡزِلُ الۡاَعۡلٰی اِلَی الۡاَدۡنٰی لَاالۡعَكۡسُ<br>(امام ابن تيمية حنبلي: صفحات ٢٤٦،٢٤٧ الفتاویٰ الكبریٰ ابن تيمية جلد ٢ مطبوعة بيروت) | ترجمہ: مشہور اور مستفیض احادیث سے ثابت ہے کہ مردہ اپنے اہل و عیال اور دوستوں کے اعمال کو جانتا ہے جو ان کو دنیا میں پیش آتے ہیں اور یہ حالات اس پر پیش کیے جاتے ہیں اور احادیث میں یہ بھی آتا ہے کہ وہ دیکھتا بھی ہے اور جو کچھ اسکے پاس کیا جاتا ہے اسکو جانتا بھی ہے اگر وہ کاروائی اچھی ہو تو اس سے وہ خوش ہوتا ہے اور اگر وہ بری ہو تو اسکو اس سے رنج پہنچتا ہے اور مردوں کی روحیں اجتماعات بھی کرتی ہیں۔ لیکن صرف اعلیٰ روحیں ادنیٰ کی طرف نازل ہوتی ہیں اس کے برعکس نہیں۔ |

(بحوالہ سماع موتی از سرفراز خان صفدر: صفحہ ۲۸)

## محمد بن عبدالوہاب نجدی

عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نجدیؒ فرماتے ہیں کہ:

| | |
|---|---|
| وَالَّذِیۡ نَعۡتَقِدُاَنَّ رُتۡبَةَ نَبِيِّنَا صَلَّی اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ اَعۡلٰی مَرَاتِبُ الۡمَخۡلُوۡقِيۡنَ عَلَی الۡاِطۡلَاقِ وَاَنَّهٗ حَیٌّ فِیۡ قَبۡرِهٖ حَيٰوا ةً مُسۡتَقِرَّةً اَبۡلَغُ مِنۡ حَيَاتِ الشُّهَدَآءِ الۡمَنۡصُوۡصُ عَلَيۡهَا فِی التَّنۡزِيۡلِ اِذۡ هُوَ اَفۡضَلُ مِنۡهُمۡ بِلَارَيۡبٍ وَّاَنَّهٗ لَيَسۡمَعُ مَنۡ يُّسَلِّمۡ عَلَيۡهِ<br>(بحواله اتحاف النبلاء ص ٤١٥ طبع كانپور) | جس چیز کا ہم اعتقاد کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ مطلقاً ساری مخلوق سے بڑھ کر ہے اور آپ اپنی قبر مبارک میں حیات دائمی سے متصف ہیں جو شہداء کی حیات سے اعلیٰ وارفع ہے جس کا ثبوت قرآن کریم سے ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بلاشبہ شہداء سے افضل ہیں اور جو شخص آپ پر (عندالقبر) سلام کہتا ہے آپ اس کو سنتے ہیں۔ |

(بحوالہ تسکین الصدور: صفحہ ۱۴۳)

## بانی مسلک اہلحدیث میاں نذیر دہلوی صاحب

اور یہ قول بھی بالکل غلط ہے کہ روح مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب گھروں میں اور مقاموں میں گشت اور دورہ کرتی ہے۔ اس لئے کہ مشکوٰۃ باب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں

حضرت ابن مسعودؓ سے مرفوعاً روایت ہے ان للہ ملائکۃ سیاحین فی الارض یبلغونی من السلام رواہ النسائی و الدارمی یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کچھ فرشتوں کو اللہ تعالیٰ نے اس کام پر تعینات کر دیا ہے کہ وہ دنیا میں پھرتے رہتے ہیں جو کوئی شخص میری امت سے میرے اوپر درود وسلام پڑھتا ہے وہ فرشتے اس درود وسلام کو میرے پاس پہنچا دیتے ہیں اور حضرت ابو ہریرہؓ سے مرفوعاً یہ لفظ آئے ہیں من صلی علی عندقبری سمعتہ و من صلی علی نائیا ابلغتہ رواہ البھقی فی شعب الایمان یعنی فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کوئی شخص میری قبر کے پاس مجھ پر درود وسلام پڑھتا ہے اس کو میں خود سن لیتا ہوں اور جو کوئی شخص دور کا رہنے والا میرے اوپر درود وسلام پڑھتا ہے وہ میرے پاس پہنچایا جاتا ہے یعنی فرشتے لاتے ہیں، پس اگر روح مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب گھروں اور سب مقاموں میں گشت کرتی ہوتی تو حدیثوں میں یوں بیان آتا کہ جہاں کہیں میرا ذکر ہوتا ہے یا درود وسلام پڑھا جاتا ہے میں سن لیتا ہوں یا موجود ہو جاتا ہوں اور فرشتوں کے پہنچانے کی حاجت نہ ہوتی۔

(فتاویٰ نذیریہ: صفحہ ۶-۷، جلد اوّل مطبوعہ اہلحدیث اکاڈمی لاہور)

نذیر میاں یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ نبی ﷺ ہر جگہ تو نہیں مگر مدینہ والی قبر میں ضرور حاضر و ناظر ہیں، وہاں پڑھے جانے والے درود وسلام کو خود بھی سنتے ہیں اور وہیں زمین میں گردش کرنے والے فرشتے امت کا پڑھا ہوا درود وسلام لیجا کر آپ ﷺ پر پیش کرتے ہیں!

## نواب صدیق الحسن خان صاحب (اہلحدیث)

نواب صدیق حسن خان صاحبؒ لکھتے ہیں:

و جملہ اموات ازمومنین و کفار درحصول علم وشعور وادراک وسماع و عرض اعمال و ردجواب برزائر برابر اند تخصیص بہ انبیاء وصلحاء نیست

(دلیل الطالب علیٰ ارجح المطالب ص ۸۴۰)

تمام مردے مومن ہوں یا کافر، حصول علم شعور، ادراک، سماع، عرض اعمال اور زیارت کرنے والے کے سلام کے جواب لوٹانے میں برابر اور یکساں ہیں۔ ان امور کی تخصیص محض حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوۃ وسلام اور صلحاء کے ساتھ ہی نہیں ہے۔

(بحوالہ سماع الموتی مولفہ سرفراز خان صفدر، صفحہ ۲۲۱)

## وحید الزماں صاحب (اہلحدیث)

(ہم) اہل حدیث کے پیشوا حافظ ابن قیم نے صراحتاً سماعِ موتیٰ کو ثابت کیا ہے اور بے شمار حدیثوں سے جن کو امام سیوطی نے شرح الصدور میں ذکر کیا ہے مُردوں کا سماع ثابت ہوتا ہے اور اور سلف کا اس پر اجماع ہے صرف حضرت عائشہ سے اس کا انکار منقول ہے اور ان کا قول شاذ ہے جیسے معاویہ کا قول کہ معراج ایک خواب تھا

(لغات الحدیث، جلد ۳، صفحہ ۱۶۶)

## پیر جھنڈا بدیع الدین راشدی صاحب (اہلحدیث)

پیر جھنڈا صاحب سماع موتی کے قائلین کی دلیلیں رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

**حدیث خفق النعال سے استدلال** اسی طرح خفق النعال والی حدیث سے بھی استدلال کرتے ہیں مگر وہ بھی ان کی دلیل نہیں بنتی کیونکہ یہ حدیث بخاری (ج ۱ ص ۱۸۷) میں اس طرح ہے:

عن انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال العبد اذا وضع فی قبرہ و تولی و ذھب اصحابہ حتی انہ لیسمع قرع نعالم اتاہ ملکان فاقعداہ فیقولان لہ ما کنت تقول فی ھذا الرجل محمد......الحدیث

انسؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندہ جب قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے دوست واپس ہٹتے ہیں حتیٰ کہ وہ ان کے جوتوں کی آوازیں سنتا ہے تو دو فرشتے آتے ہیں۔ وہ اس کو بٹھاتے ہیں اور کہتے ہیں اس جوان محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں تو کیا کہتا تھا۔

**جواب** یہاں ظاہر ہے کہ ہر وقت مراد نہیں بلکہ اس وقت کہ دفن کرنے والے لوٹ رہے ہوں اور فرشتے اس کو اٹھاتے ہیں تو اس وقت زندہ کیا جاتا ہے سوال کے لیے اور دوسری جگہ پر براء بن عازب کی حدیث میں روح کے لوٹانے کا صریحاً ذکر ہے۔

ففی حدیث اصحاب السنن و صححہ ابو عوانۃ وغیرہ و فیہ فتردروحہ فی جسدہ فیاتیہ ملکان فیجلسانہ فیقولان لہ من ربک الحدیث و فیہ و ان الکافر تعادفیہ روحہ فی جسدہ فیاتیہ ملکان فیجلسانہ الحدیث–کذا فی الفتح ص ۴۷۶ ج ۱۳ الحلبی بمصر

اصحاب سنن کی حدیث میں جسے ابوعوانۃ وغیرہ نے صحیح کہا یوں ہے اس کی روح جسم میں لوٹائی جاتی ہے۔ دو فرشتے اس کے پاس آتے ہیں اسے بٹھاتے ہیں اور اس کہتے ہیں تیرا رب کون ہے۔ الحدیث (اور اس میں ہے) اور کافر کی روح اس کے جسم میں لوٹائی جاتی ہے اس کے پاس دو فرشتے ہیں آتے ہیں اور اسے بٹھاتے ہیں۔

پس یہ روایت خارج عن محل النزاع ہے کیونکہ زندہ کے سننے میں اختلاف نہیں بلکہ بحث اس میں ہے کہ مردہ سنتا ہے یا نہیں، اس کے ساتھ اس حدیث کا کوئی تعلق نہیں۔

(توحید خالص مؤلفہ بدیع الدین راشدی صاحب، صفحہ ۶۱۶)

پیر صاحب شاید یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ ہر مردہ اپنی دنیاوی قبر میں زندہ ہوجاتا ہے اور سننے لگتا ہے، رہا اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ آپ ﷺ قبر والوں کو نہیں سنا سکتے، تو شاید اس سے مراد وہ ''مردے'' ہیں جو کسی خاص وجہ سے زندہ نہیں ہو پاتے!